ضبط و ترتیب : ادارۃ الحق

موجودہ مصائب اور پریشانیوں کا — علاج

(خطبۂ جمعۃ المبارک ۲۹/ذی الحجہ ۱۳۹۰ھ)

(خطبۂ مسنونہ کے بعد) اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم واتقوا فتنۃً لاتصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ (الآیۃ)

محترم بزرگو ! آج مسلمانوں پر قسم قسم کے مصائب ہیں ، اطمینان قلب کسی کو بھی حاصل نہیں ، گرانی اور تنگدستی کی شکایت موجود ہے ۔ اختلاف اور بے اتفاقی کے ایک بڑے مرض میں پوری قوم مبتلا ہے ۔ الغرض ایسی مصیبت اور تکلیف نہ ہوگی جس سے مسلمان محفوظ ہوں ۔ ہم لوگ اپنے امراض کیلئے کوئی علاج ڈھونڈتے رہتے ہیں ۔ کوئی مالی حالت کی بہتری کی تجاویز پیش کرتا ہے ، کوئی صنعت کی ترقی پر زور دیتا ہے ۔ کوئی زرعی اصلاحات کو معاشی بہتری اور اطمینان کا سبب قرار دیتا ہے ، اگر یہ چیزیں اسباب ظاہریہ کے درجہ میں تو ٹھیک ہیں مگر مصائب اور پریشانیوں کا اصل علاج ان چیزوں میں نہیں ۔ اس کے لئے شریعت نے بھی علاج تجویز فرمایا ہے ۔ اور وہ ہر کسی کی حالت کی بہتری اور بھلائی اس کے اعمال اور اخلاق پر موقوف ٹھہراتی ہے ۔ مال و دولت کی ترقی اور دیگر اسباب ظاہریہ کے حصول سے ان امراض کا ازالہ نہیں ہو سکتا بلکہ اس بات سے ہوگا کہ اپنی زندگی اللہ کی مرضی اور قانون کے مطابق کر دی جائے ۔ جب تک ہم اللہ کے قانون کو مضبوطی سے نہیں تھامیں گے اور اپنے اعمال اخلاق کردار اور ذہن و فکر اور خیالات و نظریات کو اللہ کی مرضی پر نہ ڈھالیں گے یہ امراض اور بڑھیں گے اور بڑھتے رہیں گے ۔ شریعت اور صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطابق زندگی گذارنے میں دنیا کی بھی بہتری ہے اور آخرت کی بھی بھلائی ہے ۔ حضور ﷺ کی زندگی تو ایسی تھی کہ نبوت سے قبل کی زندگی کو بھی آپ ... کی کامیابی اور سرخروئی کا پیش خیمہ

سمجھا گیا تھا جب ابتداءً وحی کا نزول ہوا اور آپ گھر تشریف لائے تو وحی کے ثقل اور ساری دنیا کو ہدایت کی ذمہ داری کے بوجھ سے دبے جارہے تھے۔ آپ کی شان تو یہ ہے کہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔

تو یہ ایک عظیم ذمہ داری تھی جو آپ کے سپرد ہوئی تھی۔ ہم اپنے محلہ اور اپنے گھر کی کسی خلاف شرع بات اور رسم و رواج کو نہیں بدل سکتے اپنی اولاد اور اقارب کی اصلاح مشکل ہوتی ہے اور حضورؐ جب مبعوث ہوئے تو ساری دنیا میں شرک کفر اور جہالت کا دور دورہ تھا تو فکر ہوا کہ ایسی بڑی ذمہ داری سر پر آپڑی ہے اور خلعت بھی ایسی، نبوت کی عطا فرمائی گئی جو ختم نبوت ہے اور قیامت تک سارے عالم کی اصلاح و رہنمائی کا فریضہ سر پر ڈالتی ہے تو تشویش تھی کہ اتنا سخت کام مجھ سے پورا ہو سکے گا۔ یا نہیں اور فریضہ کی ادائیگی میں مکمل طور پر کامیاب ہو سکوں گا یا خدانخواستہ دوسری کوئی صورت پیش آئے گی حضورؐ کی اہلیہ محترمہ جو جان نثار اور مطیع و فرمانبردار ہونے کے علاوہ نہایت ذہین، فہیم اور عالمہ بھی تھیں، نے پریشانی کو دیکھ کر فرمایا کہ کلا لا یخزیک اللہ۔ اللہ آپ کو ہرگز پریشان نہیں کرے گا۔ لانک تحمل الکل آپ ایسے لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں جو اپنی حاجات کو پورا کرنے سے عاجز ہوتے ہیں۔ معذور ہیں بیمار اور ناتوان و فقیر ہیں ــــ وتصل الرحم۔ آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں۔ صلہ رحمی اپنے ذوی القربیٰ اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا کہ اگر وہ قطع تعلق بھی کریں تو آپ نہ کریں۔

تو حضورؐ ہمیشہ صلہ رحمی فرماتے تھے۔ ارشاد ہے: صل من قطعک۔ کہ اگر کوئی تجھ سے قطع تعلق کرنا چاہے اور قرابت کا پاس نہ رکھے تب بھی آپ اسکی پرواہ نہ کریں۔ بلکہ اس کے حقوق کی ادائیگی اور امداد و معاونت اور غم و خوشی میں شریک ہوتے رہیں۔ آجکل قرابتداری کے حقوق کو یکسر نظر انداز کیا جارہا ہے۔

حدیث میں ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی باپ کی نافرمانی کرے گا اور اپنے دوست کا فرمانبردار ہوگا۔ باپ سے ہمیشہ درشتی اور بداخلاقی کا سلوک ہے اور اگر دوست آیا تو سب کچھ نثار کرتا ہے۔ حضورؐ کی یہ عادت نہ تھی بلکہ بدترین دشمن بھی حسن و سلوک فرماتے، ابوجہل جیسے شخص سے بھی کہ جس نے حضورؐ کو نقصان پہنچانے کے خیال سے خود بیمار بن کر حضور کو عیادت کی غرض سے اپنے گھر میں گھیر لینے کی سازش بنائی، حسن خلق کا حال معلوم تھا کہ بیماری کا سن کر بیمار پرسی کرنے ضرور آئیں گے۔ راستہ میں گڑھا کھود کر اوپر سے ڈھانک دیا کہ حضورؐ آتے ہوئے اس میں گر پڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کے ذریعہ اس سازش کی اطلاع دی۔ واللہ یعصمک من الناس

کا ظہور ہوتا رہتا تھا۔ حضورؐ راستہ سے واپس ہوئے ابوجہل ہیبت زدہ ہوئے اور پریشان بھی کہ بنی بنائی سکیم ناکام ہو رہی ہے اٹھ کر پیچھے بھاگ دوڑے کہ شکار ہاتھ میں آکر جا رہا ہے جلدی سے اسے تو خود ہی اسی کنوئیں میں گر پڑے۔ چاہ کندہ را چاہ در پیش۔ حضورؐ نے اس کی چیخ و پکار سنی تو واپس ہوئے، اپنی چادر اور رستی وغیرہ کو لٹکایا اور ابوجہل کو اس گڑھے سے نکال دیا۔ یہ اخلاق نبوی تھے۔ لوگ اجنبی اور غیر رشتہ دار لوگوں سے تعلق پیدا کر لیتے ہیں کہ وہ احسان مانتا ہے مگر رشتہ دار سارے احسانات اور حسن سلوک کا سبب رشتہ کو سمجھتا ہے اور احسان کرنے والے پر اپنا زور سمجھتا ہے۔ بلکہ کہتے ہیں کہ میرے باپ یا دادا کا مال تھا، اس نے قبضہ کر رکھا تھا۔ مجھے دیا تو کیا ہوا۔ تو احسان کے جواب میں نہ شکریہ نہ دعا نہ بدلہ، ایسے مواقع پر انسان کی طبیعت احسان کرنے سے روکتی ہے کہ دوسرا تو مانتا تک نہیں اس لئے ذوی القربیٰ سے احسان بڑا مجاہدہ اور بہت زیادہ موجب اجر ہے اور اس لئے اسکی تائید حضورؐ نے بہت فرمائی ہے۔ آگے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ نے یہ بھی فرمایا کہ تقری الضیف آپ مہمان اور مسافروں کی مہمانداری فرماتے ہیں۔ و تعین علی نوائب الحق۔ مصائب میں مدد کرتے ہیں۔ اور مصائب بھی دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک تو یہ کہ کسی مصیبت کو خود اپنے اوپر لاد دیا جائے۔ مثلاً چوری ڈاکہ جوا کرنے لگا ہے اور پکڑا جائے، دوسرے یہ کہ اس میں اسکی تعدی نہ ہو اور قدرت کیطرف سے آجائیں۔ سیلاب طوفان یا دیگر آفات سماوی تو ایسے مصائب میں لوگوں کی مدد کرنا حضورؐ کا شیوہ تھا۔ اس میں حضورؐ کے قبل از بعثت زندگی اور سیرت پر بھی روشنی پڑ گئی اور یہ کہ جب ایسی پاکیزہ زندگی گذاری جائے گی تو دنیا میں کامیابی ہی کامیابی ہوگی۔

الغرض کامیابی کا راز عبادت اور اخلاق و اعمال صاحب شریعت کی پیروی میں ہے۔ اور مصائب کا ازالہ بھی نیک اعمال اور عبادات ہی سے ہو سکتا ہے ورنہ اگر دولت بہت زیادہ ہے مگر دل ہر وقت غمزدہ ہے، مصائب اور مقدمات میں مبتلا ہے تو کیا ہے؟ اور اگر ایک پیسہ بھی نہیں ہے مگر خوش و خرم ہے اس لئے کہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ اللہ سے لگاؤ ہے تو دل مطمئن ہے۔

تو ایسی غریبی اور تنگدستی سے کیا تکلیف ہو سکتی ہے۔ ہر زمانہ میں نیکیوں اور اعمال صالحہ کا نتیجہ مصائب کے ازالہ کی شکل میں ظاہر ہوتا رہا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ بنی اسرائیل کے تین افراد سخت آفت اور سیلاب میں گر گئے۔ ایک غار میں پناہ لی اور ایک بھاری اور بہت بڑی چٹان غار کے منہ پر گر گئی، اور غار کا منہ بالکل ڈھک گیا۔ سخت پریشان تھے کہ اب کیا ہوگا، ادھر باہر بھی کسی کو علم نہیں، نہ

اپنے نہ پرائے، اگر پتہ لگ بھی جاتا تو اس وقت ایسی مشین، کرین اور آلات تو تھے نہیں کہ اتنی بڑی چٹان ہٹادی جاتی، یقین ہوگیا کہ اب ایڑیاں رگڑتے رگڑتے مریں گے۔

بھائیو! اتنا سوچا کرو کہ ایسی حالت سب پر آئے گی۔ قبر میں ایسا ہی حال ہوگا۔ مضبوط تختے لگا کر سینکڑوں من مٹی اوپر سے ڈالدی جائے گی۔ اب نہ وہاں ماں ہوگی نہ باپ نہ اولاد نہ بھائی نہ بیوی نہ کوئی اور مددگار، تاریکی ہی تاریکی اور تنہائی ہوگی۔ تو سوچا کرو کہ برزخ کی وہ زندگی کیسے گزرے گی اور کیا حال ہوگا۔؟ تو یہ تینوں ساتھی جب زندہ درگور ہوگئے تو ہر ایک نے مصائب کے ازالہ کیلئے اللہ سے دعا کی اور عبادات کا وسیلہ پکڑا اور عبادت کے بعد دعا اثر رکھتی ہے۔ واذا فرغت فانصب۔ امام بخاریؒ اسکی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو رجوع کرو اللہ کیطرف اور اللہ سے مانگو، اس لئے کہ عبادت کے بعد دعا قبول ہوتی ہے ــــ وہ تینوں عامی لوگ تھے، نہ قطب نہ ابدال نہ غوث نہ ولی نہ عالم مگر ایسے سخت حالات میں گھر کر بڑی اچھی تدبیر سوجھی اور ہمارے ہاں اب بھی بڑے بوڑھے لوگ سخت وقت کیلئے دس بیس روپیہ پس ماندہ رکھتے ہیں کہ کام آسکیں گے۔ اور اگر کوئی لگانے پر مجبور کردے تب بھی کہتے ہیں کہ نہیں سخت وقت میں کام دیں گے۔ تو ایسے ہی ہر مسلمان کو رات کے وقت جب لحاف اوڑھ کر سونے لگتا ہے تو سوچنا چاہئے کہ میرے پاس عمل کا ایسا سرمایہ کونسا ہے جسے نازک وقت میں اللہ کے دربار میں وسیلہ بنا سکوں گا، جیب میں کچھ ہے بھی بالکل خالی پھر کسی چیز سے سخت وقت گذاروگے۔ بہرحال ایک نے والدین سے نیکی اور حسن سلوک کے عمل کو پیش کر دیا کہ ایک دفعہ سخت آزمائش میں رات بھر والدین کی خدمت کو اولاد پر ترجیح دی اور جاگتا رہا ــــ اس دعا سے چٹان کا ایک تہائی حصہ نیچے سرک گیا۔ تازہ ہوا آنے لگی۔ دوسرے شخص نے جوانی، محبت اور شدید تکالیف کے بعد محبوبہ سے مل جانے کی صورت میں اسکی نصیحت اور منع کرنے پر بُرے ارادہ کو چھوڑ دیا تھا، اسکی آواز سُنی کہ اللہ سے ڈرو اور ندامت کرو تو قدرت کے باوجود ہٹ گیا۔ اس عمل کے طفیل دعا مانگی، پتھر ایک تہائی اور سرک گیا پھر تیسرے شخص نے دعا مانگی جس نے کسی مزدور کو اجرت نہ دے سکنے کی صورت میں اسکی اجرت کے اناج کو زمین میں بویا کاٹا یہاں تک کہ کئی سال میں بڑھتے بڑھتے وہ معمولی اُجرت بہت بڑی مال و دولت کی شکل میں جمع ہوگیا اور مزدور جب آیا تو حیرت میں رہ گیا۔ اس عمل کے صدقے سے اللہ سے دعا مانگی تو یکدم باقی چٹان بھی راستہ سے ہٹ گئی اور یہ سب زندہ سلامت نکل گئے۔ ــــ تو یہ سب کام اللہ کی رضا کیلئے تھے۔ گویا مشینوں اور کرینوں کا کام ان اعمال صالحہ نے دیا

حدیث میں ہے کہ قبر میں دائیں طرف نماز، بائیں طرف روزہ، سرہانے قرآنِ مجید، قدموں کیطرف صدقہ اور خیرات سپر اور ڈھال بن جائیں گے۔

حضورؐ نے دعا فرمائی کہ میری امت سب کی سب کافروں کی غلام نہ بن جائے۔ سب کے سب قحط میں مبتلا ہو کر مٹ نہ جائے۔ یہ دعائیں قبول ہوئیں مگر باہمی خانہ جنگی اور اختلاف سے بچائے رکھنے کی دعا قبول نہ ہوئی کہ کچھ تو برے اعمال کی سزا ملتی رہے اور یہ سزا بھی آخرت کے مستقل عذاب کے لئے کچھ کفارہ بنتی رہے گی۔

اب اعمال بے حد خراب ہو رہے ہیں تو پوری امت باہمی سر پھٹول میں لگی ہوئی ہے۔ پورا ملک خانہ جنگی میں مبتلا ہے۔ قوم اور رعایا، باپ بیٹا، بھائی بھائی سب آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا کو سب بھول گئے ہیں۔

الغرض حالات کی درستگی اعمال سے ہوتی ہے۔ اسباب اور وسائل سے نہیں اور اعمال بھی وہ جو حضورؐ کی سیرت اور اللہ کے فرامین کے مطابق ہوں۔ ہر مشین اور دوائی کے استعمال کا طریقہ بھی اس کے بنانے والا بتلاتا ہے۔ غلط استعمال بربادی کا سبب بن جاتا ہے تو ہمارے جسم کی مشین بھی اس کے بنانے والے کی ہدایات ہی پر صحیح کام کر سکتا ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

مولانا مشاہد علیؒ کی وفات

پاک و ہند کے مایہ ناز عالم دین، حضرت مولانا مشاہد علی صاحب جلال آبادی ۱۰ فروری کو حرکت قلب بند ہونے سے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا مرحوم نے دارالعلوم دیوبند اور سہارن پور میں تعلیم حاصل کی پھر اپنے وطن کنائی گھاٹ میں ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی، اور وہیں دین کی خدمت کر رہے تھے۔ بہت بڑے محدث اور بزرگ تھے، معتمد علیہ لیڈر تھے، علوم دینیہ میں گویا یکتائے زمان تھے۔ آپ کی رحلت ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ اس خلاء کو پُر کر دے۔

آپکی رحلت کی خبر ملتے ہی دفتر صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان میں ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مرحوم کے اہل و عیال سے تعزیت اور مرحوم کی مغفرت کیلئے دعا کی گئی۔

محمد عبدالجبار۔ ناظم دفتر جمعیۃ العلماء اسلام
مشرقی پاکستان